جناب شہیر نیازی

دانتے اور ابنِ عربی

انگریزی ادب کی تاریخ میں دانتے الغیری کو چودھویں صدی عیسوی سے اپنی مشہور کتاب "ڈیوائن کامیڈی" یعنی "طربیہ ربّانی" کی وجہ سے جو مقام حاصل رہا ہے وہ کسی اہلِ علم سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اس کتاب کو نہ صرف اطالوی ادب بلکہ عالمی ادب عالیہ میں جگہ دی گئی۔ دنیا کی تمام بڑی زبانوں میں اس کے ترجمے کیے گئے اور دانتے کو بین الاقوامی شاعر تسلیم کیا گیا۔ مگر صدیوں تک کسی نے یہ نہ پرکھا کہ اس کی شاعرانہ صلاحیتوں کو جن خیالات سے جِلا ملی وہ اُس کے اپنے تھے، یا مستعار۔ ہمیں اس مضمون میں اسی مسئلہ پر ایک تحقیقی نظر ڈالنی ہے۔

دانتے ۱۲۶۵ء میں پیدا ہوا اور ۱۳۲۱ء میں اس نے وفات پائی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب یورپ عربی ادب اور مسلمان فلسفیوں سے پوری طرح مستفید ہو رہا تھا۔ لاطینی زبان دنیا کی قدیم ترین زبانوں میں شمار ہوتی ہے اور وہ ہمیشہ علم و ادب کے ذخائر سے مالا مال رہی ہے۔ دانتے کی کتاب لاطینی زبان کی بہترین کتاب سمجھی جاتی ہے۔ دانتے نے اپنی اس کتاب کا نام صرف "کامیڈی" رکھا تھا۔ اس میں لفظ "ڈیوائن" کا اضافہ پبلشر نے کیا تھا۔ یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ لفظ "کامیڈی" (طربیہ) جسے سب سے پہلے یونانیوں نے مذہبی ڈراموں کے لیے استعمال کیا صرف "طربیہ" کے معنی نہیں دیتا تھا بلکہ "طربیہ" اور "المیہ" دونوں کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ افلاطون کے خیال میں جو شخص اچھا "طربیہ نگار" ہو وہ اچھا "المیہ نگار" بھی ہو سکتا ہے۔ اس لیے کہ "راحت" کا تصور "اذیت" کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ جس طرح "خیر" کا تصور "شر" کے بغیر اور "شر" کا "خیر" کے بغیر ناممکن ہے۔ ہر چیز اپنی ضد سے قائم رہتی ہے اور پہچانی جاتی ہے۔

دانتے کی موجودہ کتاب جس کا لاطینی زبان میں پورا نام "لاڈیوینا کامیڈیا" La Diwina Comedia ہے۔ تین ابواب پر تقسیم کی گئی ہے: "جہنم" (Inferno) "برزخ" (Purgatory) اور "فردوسِ بریں" (Paradise) اس کتاب

کی وجہ تالیف کے سلسلہ میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس کا لب لباب یہ ہے کہ دانتے اپنے عنفوانِ شباب میں ایک لڑکی پر جس کی عمر ابھی نو برس تھی فریفتہ ہو گیا مگر اسے حاصل نہ کر سکا۔ اس لڑکی کا نام بقول شاعر بیٹرس پورٹیناری (Beatrice Portinari) تھا لیکن بعض محققین اسے ایک فرضی نام قرار دیتے ہیں۔ روایات کے مطابق اس کی شادی کسی اور شخص سے ہو گئی اور ابھی صرف پچیس سال کی تھی کہ اس کا انتقال[۱] ہو گیا۔ فلورینس (Florence) میں آج بھی ایک پل کے متعلق مشہور ہے کہ دانتے کی پہلی ملاقات اسی پل پر ہوئی تھی۔ بیٹرس کے انتقال کے بعد دانتے نے ایک طویل نظم لکھی جس میں اس نے اپنی روح کی ناآسودگی کو پیش کیا اور پھر وہ آسودگی کی تلاش میں سرگرداں ہو گیا۔ وہ انہی تاریکیوں میں گم تھا کہ اسے ورجل (Virgil) کی رہنمائی میسر آ گئی۔ وہ اسے دوزخ کی سیر کرانے لے گیا۔ وہاں سے "برزخ" کی طرف اور آخر میں "فردوسِ بریں" کی طرف جا پہنچا۔ صرف یہی نہیں بلکہ ورجل کی روح نے "الحضرۃ الالٰہیۃ" (The Presence of God) تک اس کی دستگیری کی۔ یہاں خود ذاتِ خداوندی کے علاوہ دو فرشتے[۲] بھی موجود تھے۔

پلاسیاس کی عالمانہ تحقیق

دانتے نے دوزخ، عالمِ برزخ اور فردوسِ بریں میں جزا اور سزا کے جو مناظر پیش کیے ہیں وہ "عہد نامۂ قدیم" (Old Testament) اور "عہد نامۂ جدید" (New Testament) کی بجائے اسلامی احادیث اور روایات کے مطابق ہیں۔ اور اندلس کا مشہور عیسائی محقق "میگل ایسن پلاسیاس"[۳] (Miguel Asin Palacios) پہلا آدمی تھا جس نے دانتے کی کتاب "ڈیوائن" کا ماخذ تلاش کرنے کی کوشش کی اور اپنی عالمانہ تحقیق سے پہلی دفعہ یہ بات ثابت کر دی کہ دانتے نے ابنِ عربی کی مشہور کتاب "فتوحاتِ مکیہ" اور "معراج نامہ" سے خصوصاً بھرپور فائدہ

---

1. World Famous Books in Outline, London, 1946 PP 362
2. Peoples Places and Things Grigson PP 105.
3. Islam and Divine Comedy (Introduction) London 1932

اٹھایا ہے۔ فائدہ اٹھانا کوئی بُری بات نہیں ہے۔ جو بات خرابی کی ہے وہ یہ کہ اس نے پورا چربہ اڑا لینے کے باوجود کہیں بھولے سے بھی کوئی بھی حوالہ نہیں دیا، نہ ذکر کیا۔ اس نے صرف اتنا ہی نہیں کیا بلکہ اپنے معاندانہ جذبہ کو تسکین دینے کے لیے مشاہیرِ اسلام کو دوزخ کے حوالے کر دیا۔ اور ظالم و جابر رومی شہنشاہوں کو جنت الفردوس میں دکھایا۔ یہ دونوں باتیں اس کی شاعرانہ عظمت کو داغ دار بنا دیتی ہیں۔ ۱۹۱۹ء میں پلاسیاس نے ہسپانوی[4] زبان میں اپنا تحقیقی مقالہ "اسلام اور طربیۂ ربانی" شائع کیا اور ۱۹۲۲ء میں اس کا انگریزی ترجمہ لندن سے شائع ہوا۔ اس ترجمہ کی اشاعت کے ساتھ ہی لندن ہی نہیں بلکہ تمام مغربی ممالک میں ایک ہنگامہ بپا ہو گیا۔ سارے مستشرقین ایک طرف اور پلاسیاس ایک طرف۔ نو دس سال کی بحث کے بعد ۱۹۳۱ء میں یہ بات تسلیم کر لی گئی کہ دانتے عربی جانتا تھا۔ اسے عربی ادب اور اسلامی کتب سے براہِ راست اور لاطینی تراجم کے ذریعہ پوری طرح مستفید ہونے کے مواقع حاصل تھے۔ پلاسیاس نے اپنی کتاب پچیس سال میں مکمل کی تھی، جس پر سالہا سال تنقید کے دروازے کھلے رہے۔ موافق بھی اور مخالف بھی۔ پلاسیاس نے ان مضامین کو بھی "انتقادیات[5] اور اختلافی مسائل" کے عنوان سے ہسپانوی زبان میں شائع کر دیا تھا۔ ان مضامین کے دوسری زبانوں میں تراجم بھی شائع ہوتے۔ دانتے کے مداحین میں سے پیو رجنا۔ پیروڈی۔ پروفیسر نیلینو۔ پروفیسر ٹونوسی۔ جرمنی کے فریڈرک بیخ۔ پروفیسر سوڈہیلم۔ پروفیسر کبالیرا اور پروفیسر وان ٹائیہم نے اس کتاب کو بہترین قرار دیا۔ برطانوی اور امریکی مصنفین میں کنگ۔ ریان۔ گیوم۔ براؤننگ جیمسن۔ ل۔ میکڈونلڈ اور آرنلڈ نے اس کتاب کو جی بھر کے سراہا۔

---

[4] LAESCATOLOG MUSALMANA EN LA DIVINA COMEDIA MARDRID, 1919.

[5] HISTORIA CRITICA DE POTEMICA, PUBLISHED IN BOLETIN DE LA REAL ACADEMA ESPANOL A (MADRID, 1924) IL-GIORNALE DANTESCO" (FLORENCE 1924.
REVUE DE LITERATURE COMPAREE PARIS 1924
LITTERES (LUND, SWEDEN, 1929

بنیادی خاکہ

دانتے اور ابنِ عربی کا موازنہ کرنے سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ ابنِ عربی اور دانتے کے درمیان نہ مذہب قدرِ مشترک ہے اور نہ ثقافت۔ ایک کا ذہن مشرقی ہے تو دوسرے کا مغربی۔ اسی لیے دانتے کا اندازِ بیان، کرداریت اور مقامات ابنِ عربی سے قطعی مختلف ہیں ورنہ بنیادی اسکیم دانتے نے ہوبہو نقل کی ہے۔ قرآن کریم میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کو اسراء کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے اور اسراء رات کے وقت کے سفر کو کہتے ہیں۔ یہاں اس سے بحث نہیں کہ یہ سفر کیسے کیا گیا، بلکہ قابلِ غور بات یہ ہے کہ اس رات کے سفر میں اخفا اور اسراریت موجود ہے اور یہی دانتے کے آغازِ سفر میں نمایاں ہے۔ ابتدا سے انتہا تک واقعات کی تفصیل اور سفر کی منازل میں معمولی فرق کے علاوہ باقی سب کچھ ایک سا ہے۔ سزائیں مختلف نہیں ہیں بلکہ سزا پانے والے مختلف ہیں۔ اسلامی روایات میں جبریل امین سدرۃ المنتہیٰ تک ساتھ رہتے ہیں اور پھر آگے بڑھنے سے معذوری ظاہر کرتے ہیں۔ دانتے کا رہنما جو ملحد ہے ایک مقام پہ پہنچ کر رک جاتا ہے اور بیٹرس رہنمائی کرتی ہے۔

دوزخ اور جنت میں سزا اور جزا کے مناظر تقریباً ایک ہیں صرف نصرانی ذہنیت نے اپنا رنگ جمایا ہے۔ اہلِ علم سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ توریت و انجیل میں وہ سزائیں اور جزائیں تفصیل سے موجود نہیں ہیں جو اسلامی روایات میں موجود ہیں۔ دانتے نے اپنی اسکیم میں ابنِ عربی کے قول سے مطابقت کرتے ہوئے فلسفیوں کو "اعراف" میں ہی دکھایا ہے۔ اعراف وہ مقام ہے جہاں نہ جنت کی سی راحت ہے اور نہ جہنم کی سی اذیت۔ ابنِ عربی کے ہاں یہ عرفان و جہل کی درمیانی کیفیت کا نام ہے۔ ایک سچا فلسفی عموماً منکرِ خدا نہیں ہوتا مگر اکثر وہ ان الہامی قوانین کی پیروی کبھی پوری طرح نہیں کرتا جس سے اسے عرفانِ الٰہی حاصل ہو۔ عرفان حاصل نہ ہونا تجلیٔ ربانی سے محرومی ہے اور تجلیات سے محرومی ایک اذیت ہے۔ عربی کا مشہور قول اَلْعِلْمُ حجاب الاکبر اسی اذیت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

یہاں دانتے کی ڈیوائن کامیڈی اور اسلامی روایات کا تفصیل سے موازنہ کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ دانتے کی کتاب کے ماخذ پر روشنی ڈالی جا رہی ہے۔

معراج نامہ اور ڈیوائن کامیڈی

مسلمانوں کو ایک طرف تو حکمتِ قرآن میسر تھی اور دوسری طرف علومِ عقلیہ۔ اور یہی وجہ تھی کہ وہ نہ صرف تلوار کے دھنی تھے بلکہ تمام علوم میں بھی سب سے آگے تھے۔ یہ وہ دور تھا کہ جب یونان کا زوال ہو چکا تھا۔ رومی سلطنت زوال پذیر تھی اور مسلمانوں کے علاوہ یونانیوں کا کوئی جانشین نہ تھا۔ ابنِ رشد، ابن سینا اور فارابی یورپ کے استاد تھے۔ یورپ جس میں خود اٹلی بھی شامل ہے مسلمانوں سے بہت پیچھے تھا۔ اندلس کی سرزمین سے ابنِ عربی نے "علم العلم" کا تصور سب سے پہلے دیا جس کا سہرا بعد میں کانٹ کے سر باندھ دیا گیا۔ ابنِ عربی پہلے شخص تھے جنھوں نے وقت اور خلاء کو لامحدود کی بجائے محدود قرار دیا جس کا عکس آئنسٹائن کے ہاں نظر آتا ہے۔ اسی طرح انھوں نے قرآنی بنیادوں پر سب سے اچھا معراج نامہ پیش کیا جس میں آسمانوں کی سیر کے علاوہ نظریاتی افہام و تفہیم سے بھی کام لیا۔ اور یہی وہ معراج نامہ ہے جس سے دانتے نے استفادہ کیا۔ ہم اس کے ماخذ تلاش کرنے سے پہلے ڈیوائن کامیڈی اور معراج نامہ کا موازنہ پیش کرتے ہیں:

معراج نامہ	ڈیوائن کامیڈی
۱۔ اس کے راوی خود صاحبِ معراج حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ سفر ایک حقیقت ہے۔	۱۔ اس سیرِ آسمانی کا راوی بھی خود مصنف ہے۔ مگر یہ سیرِ آسمانی ایک مفروضہ ہے۔
۲۔ معراج کا آغاز رات کو ہوتا ہے۔	۲۔ دانتے کا سفر بھی رات کو شروع ہوتا ہے۔
۳۔ صاحبِ معراج نیند سے بیدار ہوتے ہیں۔	۳۔ دانتے بھی نیند سے بیدار ہوتا ہے مگر کیفیتِ خواب برقرار رہتی ہے۔
۴۔ سفرِ آسمانی کے رہنما جبریلِ امین ہیں۔	۴۔ دانتے کا رہنما ورجل ہے۔
۵۔ آسمانوں کے نگہبان فرشتے بڑے طاقتور اور مرعوب کن ہیں۔	۵۔ آسمانوں کے نگہبان بڑے خوفناک عفریت ہیں۔
۶۔ اسلامی روایات میں پہلی دفعہ دوزخ کے	۶۔ دانتے نے اسلامی روایات کے مطابق دوزخ

طبقات کا ذکر کیا گیا۔ مختلف درجوں میں مختلف گناہوں کی سزا کا ذکر پہلے موجود نہیں تھا۔	کو درجوں میں تقسیم کیا اور سزاؤں میں بھی تفریق بیان کی۔
۷۔ اسلامی روایات میں مختلف گناہوں کی مختلف سزائیں دکھائی ہیں۔	۷۔ دانتے نے اپنے تمام ناپسندیدہ افراد کو جہنم میں دکھایا ہے جس سے اس کے مذہبی تعصب اور خبثِ باطنی کا اظہار ہوتا ہے۔
۸۔ اسلامی روایات میں بہشت بھی کئی حصوں میں تقسیم ہے۔ اس طرح کی تقسیم توریت و انجیل میں نہیں تھی۔	۸۔ دانتے نے اس تقسیم کو بھی اپنایا ہے اور اسلامی روایات کے مطابق اپنی اسکیم بنائی ہے۔
۹۔ حضرت جبریل امین سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ کر رک جاتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتاتے ہیں کہ وہ اس سے آگے نہیں جا سکتے۔ وہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجابِ کبریا تک تنہا سفر کرتے ہیں۔	۹۔ دانتے کا مشرک رہنما ورجل بہشت سے پہلے ہی رک جاتا ہے اور وہاں سے دانتے کی محبوبہ بیٹرس کی روح اس کی رہبری کرتی ہے جسے وہ "خیر محض" قرار دیتا ہے۔
۱۰۔ ابنِ عربی نے جہنم، اعراف اور بہشت کی پوری اسکیم پیش کی ہے۔	۱۰۔ دانتے نے ابنِ عربی کی پوری طرح نقل اتاری ہے۔ یہاں تک کہ جنت اور جہنم کی بناوٹ بھی وہی ہے۔
۱۱۔ ابنِ عربی نے تجلیِ ربانی کو ایک نور قرار دیا ہے	۱۱۔ دانتے نے بھی اس تجلی کو نور قرار دیا ہے۔
۱۲۔ ابنِ عربی نے جنتِ ارضی اور بہشت بریں میں تمیز قائم کی ہے۔	۱۲۔ دانتے نے ہوبہو اسے نقل کیا ہے۔
۱۳۔ ابنِ عربی نے دوزخ کی سزاؤں کے علاوہ "دائرۂ زمہریر" کا ذکر کیا ہے۔ یہ برفیلی سزا ہے۔	۱۳۔ دانتے نے بھی "کرۂ زمہریر" کا ذکر کیا ہے اور یہ ابن عربی سے نقل کیا گیا ہے۔

۱۴- ابنِ عربی نے جنت کی کیفیت اور اس کی نعمتوں کا ذکر قرآن اور حدیث کے مطابق کیا ہے۔	۱۴- دانتے نے جنت کی بناوٹ، خوبیوں اور نعمتوں کو بالکل ابن عربی کے مخصوص انداز میں پیش کیا ہے۔

یہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ دو آدمیوں میں علمی یا ادبی مماثلت بھی تو ممکن ہو سکتی ہے۔ اس پر سرقہ کا گمان کیوں کیا جائے ـ اس کا جواب یہ ہے کہ توارُد کے لیے یہ لازمی ہے کہ وہ انسان کے بنیادی جذبات سے تعلق رکھتا ہو۔ مثلاً بھوک، پیاس اور محبت و نفرت وغیرہ کے جذبات کا اظہار یکساں اور ایک طرح ہی کے الفاظ میں ہو سکتا ہے۔ لیکن آسمان کا سفر ایک ہی نوعیت کا نہیں ہو سکتا۔ معراج اس دنیا کی بات نہ تھی اور اس کا علم اسلامی روایات کو پڑھے بغیر ناممکن تھا۔ سنا ہوا حال بھی ایسا نہیں ہو سکتا کہ جس میں تمام اسکیم مکمل طور پر ذہن نشین ہو جائے۔

عربوں کے اثرات

اس ضمن میں اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دانتے تک یہ عربی یا اسلامی روایات کیسے پہنچیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس زمانے میں یورپ پر عربوں کے اثرات بہت قوی تھے اور ایسے ذرائع موجود تھے جن سے دانتے کے لیے اسلامی معلومات حاصل کرنا اور مسلمانوں کے افکار سے مستفید ہونا ممکن ہو سکا۔ یہ وہ زمانہ ہے جب اندلس سے لے کر ہندوستان تک مسلمانوں کا پرچم لہرا رہا تھا۔ مسلمان علما تمام دنیا کو علم کی روشنی سے منوّر کر رہے تھے اور تمام قومیں مسلمان مفکرین کی مرہونِ منت تھیں۔ مغرب میں اسلامی اور یونانی علوم کے سب سے بڑے مراکز اندلس، مراکش اور صقلیہ تھے۔ یورپ کے سیکڑوں طلبا اندلس کی درس گاہوں میں تحصیلِ علم کے لیے آتے تھے۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے ذریعہ معلومات یورپ پہنچ رہی تھیں۔ عربی زبان و ادب اور اسلامی

نلہ یہ موازنہ ایسن پلاسیاس کی تحقیقات کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ ایسن نے بڑی تفصیل سے اقدارِ مشترکہ پر بحث کی ہے اس لیے اُس کی کتاب "اسلام اینڈ ڈیوائن کامیڈی" کا تفصیلی مطالعہ ضروری ہے۔ یہاں یہ بات ذہن نشین کرنی ضروری ہے کہ تقابلی مطالعہ کے لیے صرف قرآن اور حدیث کی روایات ہی معتبر ہیں۔

اخلاق و آداب کا جادو مغربی دنیا پر چل رہا تھا۔ عیسائی بڑی تیزی سے مسلمان ہو رہے تھے اور جو نہیں ہوئے تھے وہ بھی اسلامی تہذیب سے بے حد متاثر تھے۔

صقلیہ کے نارمن بادشاہوں نے عربی زبان، لباس اور طور طریق اختیار کر لیے تھے۔ آبادی ملی جلی تھی۔ سب عربی بولتے تھے۔ راجر ثانی کے دربار میں عیسائی اور مسلمان دونوں سرفراز تھے، اور یہ وہی لوگ تھے جو عربی اور یونانی ادب اور فلسفہ پر عبور رکھتے تھے۔ راجر خود اعلیٰ درجہ کی عربی بولتا تھا۔ عربی لباس پہنتا تھا اور عربی طرز کا حرم رکھتا تھا۔ اس کے دربار میں فرانسیسی اور اطالوی شعرا[۱۱] بھی موجود تھے۔ اندلسی علما بھی ہوا کرتے تھے اور یہ اطالوی عربیوں سے بھرپور استفادہ کرتے تھے۔ راجر تو راجر عیسائی عورتوں نے بھی عربی زبان اور لباس اختیار کر لیا تھا۔ وہ چہروں پر نقاب ڈالتی تھیں۔ یہ بات تیرھویں صدی کے وسط کی ہے۔

جرمنی کے شہنشاہ فریڈرک جس کی سلطنت کی حدیں صقلیہ تک بڑھ گئی تھیں بنفسِ نفیس عربی طرز زندگی کو اپنائے ہوئے تھا۔ اس کے درباری اور مشیر مسلمان تھے۔ اس کے کئی حرم تھے ایک صقلیہ میں بھی تھا۔ مرنے کے بعد جب اسے دفنایا گیا تو اس کی نعش پر ایسی چادر پڑی ہوئی تھی جس پر عربی عبارت[۱۲] لکھی ہوئی تھی۔ اس بات سے پوپ اور عیسائی شدید ناراض ہوئے تھے اور اسے "برائے نام عیسائی" کا خطاب دیا تھا۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اس بادشاہ نے نیپلز کی یونیورسٹی میں عربی کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ جمع کر دیا تھا۔ اس یونیورسٹی کی بنیاد ۱۲۲۴ء میں ڈالی گئی تھی۔ اس کے کتب خانے میں ارسطو اور ابن رشد کی تمام تصانیف موجود تھیں۔ ان کتابوں کے تراجم کرا کے پیرس[۱۳] بھیجے گئے تھے۔ اس شہنشاہ کو ہمہ وقت مسلم فلسفی، ماہرین ریاضی اور ماہرینِ علمِ نجوم گھیرے رہتے تھے جو مختلف شہروں سے اس کے دربار میں کھنچ کھنچ کر آ گئے تھے۔

اندلس کی سرزمین پر جو مشرق و مغرب کا ایک سنگھم تھا، غرناطہ اور قرطبہ کی ترقی کا کوئی

---

[۱۱] Asion Palacios "Islam and Divine Comedy, P 240.

[۱۲] Ibid, pp. 241.

[۱۳] Bologna University.

رواج نہ تھا۔ قرطبہ کے شاہی کتب خانہ میں محققین کو اس زمانے میں لکھنے کے لیے کاغذ ملت دیا جاتا تھا، جب کاغذ گراں اور کم یاب تھا۔ یہ تیرھویں صدی کی بات ہے جب دانتے پیدا ہوا۔ اندلس میں غرناطہ، قرطبہ اور اشبیلیہ کے علاوہ طلیطلہ (TOLEDO) بھی عربی علوم و ادب کا ایسا گہوارہ تھا جہاں اہلِ فرنگ براہِ راست علم حاصل کر رہے تھے۔ آرک بشپ ریمونڈ نے عربی ادب اور علومِ عقلیہ پر عربی کتابوں کے لاطینی اور فرانسیسی زبانوں میں ترجمے کیے تھے۔ اس نے ارسطو۔ الکندی۔ فارابی۔ ابن سینا۔ غزالی۔ ابن رُشد۔ اقلیدس۔ بطلیموس۔ جالینوس اور بقراط کی تمام کتابیں عربی سے ترجمہ کی تھیں۔ الفانسو نے کلیلہ و منہ کا ترجمہ خود کرایا تھا۔ اسی کے حکم سے قرآن کریم کا پہلا ترجمہ اندلسی زبان میں کیا گیا تھا۔

مُرسیہ جہاں ابن عربی پیدا ہوئے، اور اشبیلیہ جہاں انھوں نے پرورش پائی فلسفہ اور تصوف کے بڑے مرکز تھے۔ جس زمانہ میں الفانسو مُرسیہ کا گورنر تھا اس نے ایک مسلمان عالم محمد الرقوقی کے علم و فضل سے متاثر ہو کر ان کے لیے ایک عالی شان درس گاہ[۱۴] تعمیر کرائی تھی جہاں مسلمان عیسائی اور یہودی طلبا یکساں طور پر ان کے درس سے مستفید ہوتے تھے۔ اسی طرح عبداللہ بن صالح مسلمان اور عیسائی طلبا کو اندلس کے ایک شہر بیضا میں بیک وقت فلسفہ اور ریاضی کا درس دے رہے تھے۔ ان کی درس گاہ اس بات کے لیے مشہور تھی کہ وہاں مسلمان اور عیسائی طلبا کے درمیان دینی مسائل بلکہ اختلافی مسائل[۱۵] پر بڑی فراخ دلی، اور دوستانہ انداز میں بحثیں ہوتی تھیں۔ الفانسو نے اشبیلیہ میں بھی ایک ایسی درس گاہ قائم کی تھی جہاں عربی اور لاطینی زبانیں عربوں اور عیسائیوں کو یک جا پڑھائی جاتی تھیں مسلمان استاد عیسائی طلبا کو طب اور فلسفہ کا درس دیتے تھے۔ اس درس گاہ میں عیسائی استاد بھی موجود تھے۔

علہ۱۴ ISLAM AND DIVINE COMEDY, PP. 245. BASED ON THE REPORT OF AL MAQRI, IHATAH, VOL-II, PP. 510.

علہ۱۵ IBID, BASED ON, IHATAH FIL GHARNATAH, VOL II, FOL, 153.

دانتے کی اسلامی معلومات کے ذرائع

اگر ہم دسویں صدی سے تیرھویں صدی تک کے فرانسیسی اور لاطینی ادب پر نظر ڈالیں تو ہمیں عربی ادب اور اسلامی روایات کا پرتو ہر جگہ نظر آتا ہے۔ تاجر، سیاح، طلباء، اور سفیر برابر اندلس آجا رہے تھے۔ یہ وہ دَور تھا جب کسی کا اندلس میں سفیر ہونا ایک بہت بڑا اعزاز تھا۔

۱۱۴۳ء میں قرآن کریم کا ترجمہ لاطینی زبان میں ایک انگریز پادری روبرٹ نے کیا تھا۔ یہ پادری بھی طلیطلہ کی درس گاہ کا طالب علم تھا۔ نبرہ کے علاقہ میں نویں صدی عیسوی کا تعمیر شدہ ایک کلیسا لائیری (LEIRE) کے مقام پر کھنڈرات کی صورت میں آج بھی موجود ہے۔ یہاں سے ایک قیمتی دستاویز ملی ہے۔ یہ ایبٹ اسپرینڈو (ABBOT ESPERAINDO) کی کتاب الوضاحت[16] (APOLOGETICUS) کا قلمی نسخہ ہے۔ یہ نسخہ سینٹ ایلوجیس کے ہاتھ لگا تھا۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت، قرآن کی حقیقت اور حدیث رسولؐ پر بحث کی گئی ہے۔ الفانسو دانشمند نے اپنی کتاب میں معراج النبیؐ کا بڑی وضاحت سے ذکر کیا ہے۔

ایک اور قدیم دستاویز آرک بشپ راڈرک[17] کی کتاب ہے جو لاطینی زبان میں عرب کی مکمل تاریخ ہے۔ جس کا متن آج بھی "تاریخ عرب" (ERPENIUS HISTORIA SARACENICA) کے نام سے کچھ کتب خانوں میں موجود ہے۔ سینٹ پیٹر پاسکل (ST. PETER PASCHAL) نے جو ۱۲۲۷ء میں ویلینشیا (اندلس) میں پیدا ہوا تھا، اپنی نظر بندی کے زمانہ میں ایک کتاب[18] لکھی تھی جو قرآنی آیات اور احادیث کے حوالوں سے پُر تھی۔

---

[16] ST. EULOGIUS "MEMORIALE SANCTUM" AND ABBOT ESPERAINDEO'S "APLOGETICUS" FOL, 80.

[17] ARCHBISHOP RODERIGO TIMENEZ DE RADA'S "HISTORIA ARABUM" CF. ALPHONSO'S. "PRIMERA CRONICA GENERAL" PP, 270-272 REFERRED TO BY ASIN, PP. 249.

[18] IMPUNACTION DE LA SETA DE MAHOMAH, BY PASCHAL, BISHOP OF TEAN AND A FRIAR OF THE ORDER OF MERCY.

جب یہ ۱۲۹۲ء میں روم پہنچا تو پوپ نکولا چہارم (POPE NICHOLAS IV) نے اس کو بشپ کے عہدہ پہ مامور کر دیا۔ یہ پادری بھی عربی زبان کا زبردست عالم تھا۔ اس نے بھی معراج النبیؐ پر سیرِ حاصل بحث کی ہے۔ بہرحال یہ بات صاف ہے کہ اندلس کے عیسائی معراج کی روایتوں سے پوری طرح واقف تھے۔ اشبیلیہ میں اطالویوں کی ایک پوری بستی تھی[۱۹]۔ اس کالونی میں اطالوی شرفا اور تاجر بڑی تعداد میں موجود تھے جو اطالیہ آتے جاتے رہتے تھے اور ان روایات سے باخبر تھے۔

پیٹر پاسکل جو واقعہ معراج اور تمام حدیثوں سے بخوبی واقف تھا ۱۲۸۸ء میں اندلس سے روم پہنچا اور ۱۲۹۲ء تک وہیں مقیم رہا۔ یہ دانتے کا ہم عصر تھا۔ دانتے بذاتِ خود ۱۳۰۱ء میں فلورنس کے سفیر کی حیثیت سے پوپ کا مہمان ہوا تھا۔ ۱۳۰۶ء میں اس نے ڈیوائن کامیڈی کا ایک حصہ "جہنم" مکمل کر لیا تھا۔ دانتے برونیٹو لاطینی (BRUNETTO LATINI) کا شاگرد تھا جو عربی ادب اور اسلامی روایات پر زبردست عبور رکھتا تھا۔

برونیٹو نے ایک کتاب (TESORETTO) لکھی تھی جو منظوم تھی اس نے سیرتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور معراجِ رسولؐ پر اشعار کہے تھے۔ یہی نظم دانتے پر سب سے زیادہ اثر انداز ہوئی تھی۔ اسی سے "معراج نامہ" کی طرح کتاب لکھنے کی تحریک پیدا ہوئی۔ دانتے نے برونیٹو کے علم و فضل سے استفادہ کرنے کا خود بھی اقرار کیا ہے۔ دانتے کے ناقد اور شاگرد دونوں اس بات کے معترف رہے ہیں کہ برونیٹو کی دونوں کتابیں لاطینی زبان میں "دائرۃ المعارف" کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور ان دونوں کا ماخذ عربی اور اسلامی ادب ہے۔ یہ ایک الگ بات ہے کہ اس نے اپنی دوسری کتاب "تیسورڈو" (TESORO) میں رسول اللہ کے متعلق جھوٹی سچی کہانیاں گھڑ کر بھی لکھی ہیں۔ برونیٹو نے عربی ادب اور اسلامی روایات سے واقفیت اس زمانہ میں حاصل کی جب وہ ۱۲۶۰ء میں فلورنس کے سفیر کی حیثیت سے الفانسو دانشمند

---

۱۹ ASIN'S 'ISLAM AND DIVINE COMEDY', PP. 251.

۲۰ "TESORETTO" AND "TESORO"

کے دربار[۲۱] میں موجود تھا اور مدت دراز تک اس کا مہمان رہا۔ الفانسو نے اندلس میں کئی دارالعلوم قائم کیے تھے اور وہ ان کا سرپرست تھا۔ طلیطلہ میں اس نے ایک "دارالترجمہ" بھی قائم کیا تھا۔ برونیٹو زیادہ تر اشبیلیہ اور طلیطلہ میں بادشاہ کے ساتھ رہا۔ اس بادشاہ نے عربی طور طریق اختیار کر لیے تھے۔ لاطینی زبان میں تاریخ عرب پہلے ہی موجود تھی جس میں واقعہ معراج تفصیل سے درج تھا۔ اندلس سے واپسی پر برونیٹو نے اپنی دونوں کتابیں لکھیں اور ان کو الفانسو دانشمند کے نام سے ہی منسوب بھی کیا۔

پلاسیاسس[۲۲] کی رائے میں برونیٹو نے صرف معراج کے واقعات ہی نہیں بلکہ ابن عربی کی تصانیف سے بھی جن کا بے حد چرچا تھا پورا فائدہ اٹھایا۔ اس کے ہاں ابن عربی کے نظریۂ "علم العلم" کی طرف اشارہ موجود ہے۔ برونیٹو ابن عربی اور مرسیہ کے دوسرے صوفیوں کے افکار سے بخوبی واقف نظر آتا ہے۔ دانتے کے لیے برونیٹو کے علاوہ بھی دوسرے ذرائع اطلاعات موجود تھے۔ مثال کے طور پر اس کا یہودی دوست عمانوئل بن سلام (EMMANUEL BEN SALAM.) جو کہ ایک مشہور فلسفی اور شاعر تھا، عربی ادب اور اسلامیات پر بھرپور نظر رکھتا تھا۔ دانتے کا دوسرا دوست ویرونا (VERONA) کا باشندہ ہلکی تھا جو عربی ادب میں بڑی دستگاہ رکھتا تھا۔

نلینو (NALLINO) کے خیال[۲۳] میں دانتے کی اسلامی معلومات کے ذرائع بہت وسیع تھے۔ مثلاً لسکینی میں رہنے والے مسلمان، خصوصاً پیسا کے رہنے والے مسلمان جن سے دانتے کا بڑا ربط ضبط تھا نیز اٹلی کے تاجر اور سفیر جو اندلس میں اور خصوصاً الفانسو کے دربار میں رہ چکے تھے۔ اگر پیسا کا رہنے والا لیونارڈو (LEONARDO FIBONACCI) صرف بندرگاہ تک آنے جانے والے عربوں سے الجبرا سیکھ کر اس کا ماہر ہو سکتا ہے تو کوئی وجہ نہیں

ھ[۲۱] ACCORDING TO SUNDHY'S "DELA VITA E DELLE OPERI DI BRUNETTO LATINI, BRUNETTO HAS MENTIONED THE DATE OF HIS MISSION IN HIS VERSES, TO 25 IN "TESORETTO"

ھ[۲۲] ISLAM AND DIVINE COMEDY" PP. 245.

ھ[۲۳] NILLINO'S RIVISTA DEGLI STUDI ORIENTALI "VOL VIII, PP 808.

کہ دانتے جیسا ذہین آدمی ان ذرائع سے استفادہ نہ کر سکے۔ دانتے کا مشہور نقاد جبریلی[۲۴] (GABREILI) اندلس کے ریمونڈ لل (RAYMOND LULL) اور فلورنس کے ریکو لڈو (RECOLDO DE MONTE CROCE) کو بھی اسی فہرست میں شامل کرتا ہے۔ لل اسلامی ادب اور ابن عربی کے فلسفہ سے پوری طرح واقف تھا۔ اور یہ ۱۲۸۷ سے ۱۲۹۶ء تک کئی بار اٹلی آیا تھا۔ اس نے مدتوں پیسا، نیپلز اور روم میں قیام کیا۔ اسی طرح ریکولڈو اندلس سے شام آیا۔ ۱۲۸۸ء سے ۱۳۰۱ء تک شام، ایران اور ترکستان میں توریت کا درس دیتا رہا۔ واپسی پر فلورنس آ گیا اور وہیں ۱۳۲۰ء میں اس کا انتقال ہوا۔ اس نے اپنی کتاب[۲۵] میں بڑی تفصیل سے معراج کا ذکر کیا ہے۔ دانتے سے اس کے گہرے مراسم تھے۔ دانتے خود اپنی تصنیف[۲۶] میں یہ اقرار کرتا ہے کہ اس نے "علم الافلاک" پر کچھ کتابیں پڑھی تھیں جو عربی زبان میں تھیں۔ غرض یہ کہ اب محققینِ مغرب نے بھی یہ بات تسلیم کر لی ہے کہ دانتے نے "ڈیوائن کامیڈی" کا خاکہ ابنِ عربی کے "معراج نامہ" سے مستعار لیا تھا۔

---

۲۴ GABRIELI'S INTORNO ALLE FONTI ORIENTATI DELLA DIVINE COMEDIA." PP 55-61. REFERRED TO BY A PALACIOS' ISLAM AND DIVINE COMEDY PP 255.

۲۵ CONTRA LEGEM SACRACENORUM" (IMPROBATIA ALCHORANI)

۲۶ DANTE'S "DE VULGARI ELOQUIS" (1:6) CF ASIN, PP. 261.